[1999] سپریم کورٹ رپوٹس2.S.C.R

از عدالت عظمی

رام سرن مہتو اور دیگر

بنام

ریاست بہار

8 ستمبر 1999

[کے ٹی تھامس اور ایم بی شاہ جسٹسز]

تعزیراتی ضابطہ:1860 دفعات 302، 34، 201، 342، 379 — متوفی خاتون لاپتہ پائی گئی — متوفی کی لاش گھر کے کنویں سے برآمد ہوئی — متوفی کی لاش کو جلد از جلد آخری رسومات دی گئیں — پولیس میں شکایت درج کی گئی — اپیل کنندگان کے خلاف دفعات 34، 201، 342 اور 379 آئی پی سی کے تحت جرائم کے لیے فرد جرم دائر کی گئی — ٹرائل کورٹ نے اپیل کنندگان کو دفعات 201 آئی پی سی کے تحت مجرم قرار دیا — عدالت عالیہ کے سامنے اپیل مسترد کر دی گئی — موجودہ اپیل دائر کی گئی — منعقد — جلد از جلد آخری رسومات ایک مجرمانہ صورتحال تھی — الگ تھلگ اور کسی اور صورت حال سے منسلک نہیں تھی — کمیشن متوفی کی موت کے سلسلے میں جرم ثابت نہیں ہوا — آئی پی سی کی دفعات 201 کے تحت سزا بے بنیاد ہے۔

متوفی خاتون کی شادی ایک K سے ہوئی تھی اور وہ اپنے شوہر کے گھر میں رہ رہی تھی۔ 11—06— 1986 پر، متوفی کے شوہر کا ایک کزن، اپیل کنندہ متوفی کے والدین کے گھر پہنچا تا کہ انہیں مطلع کرے کہ متوفی اپنے ازدواجی گھر سے لاپتہ ہے۔ مذکورہ خبر سننے کے فوراً بعد متوفی کا بھائی پی ڈبلیو— 3 سائیکل پر متوفی کے مارشل ہوم پہنچا جب کہ متوفی کے والد پی ڈبلیو— 1 پیدل چل رہے تھے۔ پی ڈبلیو— 3 پہلے گھر پہنچا، جس کی موجودگی میں اپیل کنندہ نے گھر میں موجود کنویں کی تلاشی لینے کا مشورہ دیا۔ مذکورہ تلاشی کے بعد متوفی کی لاش کو دیکھا گیا اور کنویں سے برآمد کیا گیا۔ اس کے بعد متوفی کے شوہر نے اپنے کچھ رشتہ داروں کے ساتھ متوفی کی آخری رسومات پر اصرار کیا جبکہ پی ڈبلیو— 3 نے پی ڈبلیو— 1 کی آمد تک جنازے کو ملتوی کرنے کو کہا۔ تاہم، ایک جھگڑے کے بعد، پی ڈبلیو— 3 کو باندھ دیا گیا اور اس کی سائیکل چھین لی گئی۔ اس کی آمد پر پی ڈبلیو— 1 کو بھی رسی سے باندھ دیا گیا۔ اس کے بعد متوفی کی لاش کو قریبی باغ میں لے جایا گیا جہاں اسے جلا دیا گیا۔

پورے واقعے کے بعد، پی ڈبلیو— 1 اور 3 نے پولیس میں شکایت درج کرائی جس کے مطابق اپیل گزاروں سمیت 13 افراد پر آئی پی سی کی دفعات 34، 201، 342 اور 379 کے ساتھ پڑھنے والی دفعات 302 کے تحت جرائم کا الزام عائد کیا گیا۔ ٹرائل کورٹ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ استغاثہ قتلِ عمد کے الزام کو ثابت کرنے میں ناکام رہا۔ تاہم، اس نے اپیل گزاروں میں سے چار کو آئی پی سی کی دفعہ 201 کے تحت مجرم قرار دیا۔ ٹرائل کورٹ نے جرم کے حوالے سے اپیل گزاروں کی مجرمانہ حیثیت پر کسی بھی بحث کا سہارا لینے سے گریز کیا۔ مجرموں میں سے ایک کو 7 سال آر آئی کی سزا سنائی گئی جبکہ باقی کو 3 سال آر آئی کی سزا سنائی گئی۔ اپیل گزاروں کی سزا کو عدالت

عالیہ کے سامنے اپیل میں چیلنج کیا گیا تھا لیکن کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ لہذا، آئی پی سی کی دفعہ 201 کے تحت سزا اور سزا کے خلاف یہ اپیل۔

اپیلوں کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد 1.1: دفعہ 201 آئی پی سی کے پہلے پیراگراف میں جرم کی تشکیل کے لیے مفروضے شامل ہیں جبکہ باقی تین پیراگراف ہر صورت حال میں جرم کی ڈگری کے لحاظ سے سزا کے تین مختلف درجے تجویز کرتے ہیں۔ دفعہ 201 میں تینوں سطحوں کے لیے دو ناگزیر اجزاء یہ ہیں: (1) ملزم کو یہ علم ہونا چاہیے تھا کہ کوئی جرم کیا گیا ہے یا کم از کم اس کے پاس اس پر یقین کرنے کی وجوہات ہونی چاہئیں۔ (2) اس کے بعد اسے اس جرم کے ارتکاب کے ثبوت کو غائب کرنا چاہیے تھا۔ دفعہ 201 کے تحت ملزم کو سزا سنانے کے لیے استغاثہ مذکورہ بالا دو بنیادی اجزاء کو قائم کرنے سے نہیں بچ سکتا۔ آئی پی سی کی دفعہ 201 میں زیر غور سنگین ترین ڈگری سات سال تک قید کی زیادہ سے زیادہ سزا کے ساتھ قابل سزا ہے۔ مذکورہ بالا چوٹی تک پہنچنے کے لیے جرم کے لیے کم از کم تقاضہ یہ ہے کہ مجرم کو کسی دوسرے جرم کے ثبوت کو غائب کرنا چاہیے تھا جس کی سزا موت ہے، اور یہ مذکورہ بالا دو بنیادی اجزاء کے علاوہ قائم کیا جانا چاہیے۔ یہاں تک کہ اگر دو بنیادی باتیں قائم ہو جائیں، اور استغاثہ اگلی ضرورت کو قائم کرنے میں ناکام رہا تو عدالت ملزم کو دفعہ میں بیان کردہ اعلیٰ ترین درجے کے لیے مجرم نہیں ٹھہرا سکتی۔ [A-B–256؛ F-H–255]

1.2۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ مجرم کو خود آئی پی سی کی دفعہ 201 کے تحت جرم کی سزا سنانے کے مقصد سے مرکزی جرم کا مجرم پایا گیا ہو۔ نہ ہی یہ بالکل ضروری ہے کہ کسی اور کو مرکزی جرم کا مجرم پایا گیا ہو۔ بہر حال، یہ ضروری ہے کہ استغاثہ کو دو احاطے قائم کرنے چاہئیں۔ پہلا یہ ہے کہ ایک جرم کیا گیا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ ملزم کو اس کے بارے میں معلوم تھا یا اس کے پاس اس جرم کے ارتکاب پر یقین کرنے کی وجوہات تھیں۔ تب اور پھر ہی استغاثہ کامیاب ہو سکتا ہے، بشرطیکہ جرم کے بقیہ مفروضے بھی قائم ہو جائیں۔ [256–بی–سی]

اس کے بعد پلویندر کور بنام دی اسٹیٹ آف پنجاب، اے آئی آر (1952) ایس سی 354 آئی۔

1.3۔ موجودہ معاملے میں، استغاثہ صرف اتنا ثابت کر سکا ذریعے کہ متوفی کی لاش اس کے ازدواجی گھر کے احاطے میں واقع کنویں سے برآمد ہوئی تھی اور اس کی آخری رسومات کو جائے وقوعہ سے جسمانی طور پر دور رکھنے کے بعد جلد بازی میں انجام دیا گیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس طرح کی مجرمانہ جلدی شکوک وشبہات کے دھوئیں کو جنم دیتی ہے جیسے اس طرح کی جلد بازی کرنے والوں کے خلاف مجرمانہ صورتحال سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ صورتحال الگ تھلگ اور کسی بھی دوسرے حالات سے مطابقت نہیں رکھتی ہے۔ استغاثہ نے یہ ظاہر کرنے کی بھی کوشش نہیں کی، بہت کم ثابت کیا، کہ متوفی کی موت کے سلسلے میں کسی نے کوئی جرم کیا ہے، جو آئی پی سی کی دفعہ 201 کے تحت جرم کو قائم کرنے کی بنیاد ہونی چاہیے تھی۔ [D-F–257]

ناتھو اور دوسرا بنام ریاست اتر پردیش، [1979] 3 ایس سی سی 574؛ ہنومان اور دیگران بنام ریاست راجستھان، [1994] ضمیمہ

2ایس سی سی 39 اور کالاوتی اور دوسرا بنام ریاست ہماچل پردیش، [1953] ایس سی آر 546، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1999: کی فوجداری اپیل نمبر 912–13۔

1988 کے فوجداری اے نمبر 131 اور 1998 کے فوجداری متفرق نمبر 20191 میں پٹنہ عدالت عالیہ کے مورخہ 25.3.98 کے فیصلے اور حکم سے۔

شمبھو پرساد سنگھ برائے دیپاس مشرا برائے اپیلینٹ

جواب دہندہ کے لیے بی بی سنگھ

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

تھامس، جسٹس۔ اجازت دی گئی۔

ایک نوعمر لڑکی کی لاش اس کے شادی شدہ گھر سے منسلک کنویں سے برآمد ہوئی۔ اس لاش کو وقت ضائع کیے بغیر شعلوں میں ڈال دیا گیا۔ اس واقعے کے لیے اس کے شوہر کلپو مہتو اور تین دیگران کو تعزیرات ہند کی دفعہ 201 کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ استغاثہ نے اس نوجوان خاتون کی موت کے سلسلے میں کوئی اور جرم ثابت کرنے کی کوشش بھی نہیں کی، لیکن ٹرائل کورٹ نے سزا یافتہ افراد میں سے ایک کو سات سال کی سخت قید کی سزا سنائی جبکہ باقی سزا یافتہ افراد کو تین سال کے لیے آر آئی کی سزا سنائی گئی۔ انہوں نے پٹنہ کی عدالت عالیہ میں اپیل کی، لیکن ناکام رہے۔

ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ کس طرح دفعہ عدالت سات سال تک قید کی زیادہ سے زیادہ سزا دینے کے جرم کی اعلی ترین پرت تک سزا کو بڑھا سکتی تھی کیونکہ مذکورہ اوپری حد آئی پی سی کی دفعہ 201 کے تحت آنے والے مقدمات کے صرف ایک زمرے کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ سیشن جج نے اس جرم کے مذکورہ بالا اعلی زمرے میں آنے کے امکان کے بارے میں اشتہار بھی نہیں دیا حالانکہ اس نے چار مجرموں میں سے صرف ایک کو زیادہ سے زیادہ سزا دینے کا انتخاب کیا تھا۔ پٹنہ عدالت عالیہ کے فاضل واحد جج نے اپنے فیصلے میں سزا کے حصے کو دوبارہ پیش کرتے ہوئے درج ذیل طریقے سے غلطی کی ہے :

" فیصلے اور حکم کے ذریعے فاضل ٹرائل کورٹ نے 4 اپیلیوں کو تعزیرات ہند کی دفعہ 201 کے تحت مجرم قرار دیا اور انہیں 7 سال کے لیے آر۔ آئی کی سزا سنائی۔

دوبارہ بیان میں مذکورہ غلطی فاضل واحد جج کے نوٹس سے بچ گئی ہوگی، لیکن ہم اس کی وجہ سے کسی بھی ممکنہ نتائج کو روکنے کے لیے یہاں

اس کا ذکر کرتے ہیں۔

اس کیس کے حقائق یہ ہیں: متوفی آشا کماری صرف 18 سال کی تھیں جب ان کا انتقال ہوا۔اس کی شادی کلپو مہتو (اے–2) سے ہوئی تھی۔جب وہ اپنے شوہر کے گھر میں رہ رہی تھی اے–3–رام سرن مہتو (اپنے شوہر کا ایک کزن) 11–6– 1986 کی صبح کے اوقات میں اپنے والدین کے گھر پہنچا اور پریشان کن معلومات سے آگاہ کیا کہ آشا کماری گھر سے لاپتہ ہے۔فوری طور پر اس کا بھائی رام بالک مہتو (پی ڈبلیو–3) سائیکل پر آشا کماری کے ازدواجی گھر پہنچا، اس کے بعد اس کے والد (پی ڈبلیو–1) پیدل آئے۔

پی ڈبلیو– 3 رام بالک مہتو پہلے گھر پہنچ سکتے تھے کیونکہ وہ دو پہیہ گاڑی پر تھے۔ان کی موجودگی میں اے– 3 رام سرن مہتو نے مشورہ دیا کہ گھر کے کنویں کی تلاشی لی جائے۔جب اس کے مطابق تلاشی لی گئی تو آشا کماری کی لاش ملی اور بعد میں اسے کنویں سے باہر نکالا گیا۔اب تک کہانی بڑے پیمانے پر غیر متنازعہ معلوم ہوتی ہے۔

اس کے بعد، آشا کماری کے ہوشیار کلپو مہتو اور کچھ دوسرے افراد، جو ان سے قریبی تعلق رکھتے تھے، نے مرحومہ روح کی جان لینے کے لیے بے چینی ظاہر کی۔پی ڈبلیو 3 صرف یہ چاہتا تھا کہ آخری رسومات کو اس کے والد کے آنے تک ملتوی کر دیا جائے لیکن اس تجویز کو مسترد کر دیا گیا۔اس کے بعد جھگڑا ہوتا اور وہاں سے جھگڑا شروع ہو جاتا۔پی ڈبلیو– 3 کو ڈرس کیا گیا اور اس کی سائیکل چھین لی گئی۔جب آشا کماری کے پی ڈبلیو– 1 والد اس جگہ پر پہنچے تو انہیں بھی ٹیتھر سے باندھ دیا گیا۔اس کے بعد آشا کماری کی لاش کو قریبی باغ میں لے جایا گیا جہاں اسے آگ لگا کر جلا دیا گیا۔

پی ڈبلیو– 1 اور پی ڈبلیو– 3 پولیس اسٹیشن گئے اور شکایت درج کرائی۔تفتیش کے بعد پولیس نے اپیل گزاروں سمیت 13 افراد کے خلاف مختلف جرائم کے لیے چارج شیٹ دائر کی، جیسے کہ تعزیرات ہند کی دفعات 34، 201، 342 اور 379 کے ساتھ پڑھنے والی دفعات 302۔ٹرائل کورٹ غیر متنازعہ نتیجے پر پہنچی کہ "استغاثہ قتل کے الزام کو ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے"۔اس کے باوجود، تعلیم یافتہ سیشن جج تعزیرات ہند کی دفعہ 201 کے تحت سزا سنانے کے لیے آگے بڑھا اور اس مقصد کے لیے اس نے صرف اس سوال پر بحث کی کہ آیا چار اپیل گزاروں کے علاوہ کسی اور نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔یہ مؤقف اختیار کرنے کے بعد کہ ان میں سے چار اپیل گزاروں کے علاوہ کسی کو بھی مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا، معروف سیشن جج نے مذکورہ جرم کے حوالے سے اپیل گزاروں کی مجرمانہ حیثیت پر ایک جملے کی بحث کا سہارا لیے بغیر چاروں اپیل گزاروں کو مجرم قرار دیا۔

یقیناً اپیل کنندہ رام سرن مہتو کو اکیلے تعزیرات ہند کی دفعات 379 اور 342 کے تحت بھی مجرم قرار دیا گیا تھا اور اسے بالترتیب چھ ماہ اور تین ماہ کے لیے آر آئی کی سزا سنائی گئی تھی اور عدالت عالیہ نے مذکورہ سزا اور سزا کی تصدیق کی ہے۔ہم ان دو معاملات پر/سزا اور سزا سے نمٹ نہیں رہے ہیں کیونکہ انہیں ہمارے سامنے چیلنج نہیں کیا گیا ہے۔تعزیرات ہند کی دفعہ 201 کے تحت اپیل گزاروں کو سزا سنانے کے لیے عدالت عالیہ کے سنگل جج نے صرف درج ذیل لائنوں میں کیس پر تبادلہ خیال کیا :

"تاہم، فاضل ٹرائل کورٹ نے دفعہ 201 آئی پی سی کے تحت پوائنٹ آف چارج پر شواہد پر غور کرنا شروع کیا۔اس موقع پر مخبر خود اپنی

بہن کے گاؤں آیا اور شروع کیا اور گاؤں پہنچنے پر اس نے بہن کی تلاش شروع کی اور لاش ایک کنویں سے برآمد ہوئی اور جب ملزم افراد لاش کو ٹھکانے لگانے پر غور کر رہے تھے تو اس نے اعتراض کیا اور پھر اسے قابو کر لیا گیا۔ اس کے والد (آر ڈبلیو 1) موتی مہتو نے بھی اس نکتے پر استغاثہ کی کہانی کی حمایت کی ہے کہ جب وہ بعد میں پہنچے تو انہوں نے پایا کہ ملزم افراد لاش کو جلانے میں مصروف تھے۔ والد (پی۔ڈبلیو۔2) دیر سے پہنچے تھے کیونکہ وہ پیدل جا رہے تھے؛ جبکہ ان کا بیٹا سائیکل پر آگے بڑھ رہا تھا۔ بتایا گیا ہے کہ مخبر کی سائیکل ملزم افراد نے چھین لی تھی۔ اس طرح، فاضل ٹرائل کورٹ نے فیصلہ دیا کہ جب تک ملزم لاش کو نہیں جلاتے، وہ پولیس اسٹیشن کو مطلع نہیں کر سکتے اور پولیس کو پوسٹ مارٹم کے لیے لاش کو ضبط کرنے کا موقع نہیں دے سکتے۔ اس لیے یہ واضح ہے کہ اپیل گزاروں نے جرم کو دبانے کے لیے لاش کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔"

اس معاملے میں ہمیں تعزیرات ہند کی دفعہ 201 کو نکالنا ضروری لگتا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

" 201 جرم کے ثبوت کے غائب ہونے کا سبب بننا، یا اسکرین مجرم کو غلط معلومات دینا۔— جو شخص، یہ جانتے ہوئے یا اس بات پر یقین کرنے کی وجہ رکھتے ہوئے کہ کسی جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے، اس جرم کے ارتکاب کا کوئی ثبوت غائب کر دیتا ہے، مجرم کو قانونی سزا سے جانچنے کے ارادے سے، یا اس ارادے سے اس جرم کے حوالے سے کوئی معلومات دیتا ہے جسے وہ جانتا ہے یا جھوٹا مانتا ہے،

اگر کوئی ملی سزا کا جرم، اگر وہ جرم جس کے بارے میں وہ جانتا ہے یا جس کے بارے میں اسے یقین ہے کہ اس کا ارتکاب کیا گیا ہے، موت کی سزا کے قابل ہے، تو اسے سات سال تک کی مدت کے لیے دونوں میں سے کسی ایک کی قید کی سزا دی جائے گی، اور جرمانے کا بھی ذمہ دار ہوگا۔

اگر عمر قید کی سزا ہو اور اگر جرم کی سزا عمر قید، یا دس سال تک کی قید ہو سکتی ہے، تو اسے کسی بھی طرح کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی مدت تین سال تک ہو سکتی ہے، اور وہ جرمانے کا بھی ذمہ دار ہوگا۔

اگر دس سال سے کم قید کی سزا دی جا سکتی ہے اور اگر جرم دس سال تک نہ بڑھنے والی کسی مدت کے لیے قید کی سزا دی جا سکتی ہے، تو اسے جرم کے لیے فراہم کردہ تفصیل کے مطابق قید کی سزا دی جائے گی، اس مدت کے لیے جو جرم کے لیے دی گئی طویل ترین مدت کے ایک چوتھائی حصے تک ہو سکتی ہے، یا جرمانے، یا دونوں کی سزا دی جائے گی۔

دفعپ کے پہلے پیراگراف میں جرم کی تشکیل کے لیے مفروضے شامل ہیں جبکہ باقی تین پیراگراف ہر صورت حال میں جرم کی ڈگری کے لحاظ سے تین مختلف درجے کی سزائیں تجویز کرتے ہیں۔ دفعہ 201 میں تینوں سطحوں کے لیے دو ناگزیر اجزاء یہ ہیں: (1) ملزم کو یہ علم ہونا چاہیے تھا کہ کوئی جرم کیا گیا ہے یا کم از کم اس کے پاس اس پر یقین کرنے کی وجوہات ہونی چاہئیں۔ (2) اس کے بعد اسے اس جرم کے ارتکاب کے ثبوت کو غائب کرنا چاہیے تھا۔ دفعہ 201 کے تحت ملزم کو سزا سنانے کے لیے استغاثہ مذکورہ بالا دو بنیادی اجزاء کو قائم کرنے سے نہیں بچ سکتا۔

دفعہ 201 میں زیرغور سنگین ترین ڈگری سات سال تک قید کی زیادہ سے زیادہ سزا کے ساتھ قابل سزا ہے۔ مذکورہ بالا چوٹی تک پہنچنے کے لیے جرم کے لیے کم از کم تقاضہ یہ ہے کہ مجرم کو کسی دوسرے جرم کے ثبوت کو غائب کرنا چاہیے تھا جس کی سزا موت ہے، اور یہ مذکورہ بالا دو بنیادی اجزاء کے علاوہ قائم کیا جانا چاہیے۔ یہاں تک کہ اگر دو بنیادی باتیں قائم ہو جائیں، اور استغاثہ اگلی ضرورت کو قائم کرنے میں ناکام رہا تو عدالت ملزم کو دفعہ میں بیان کردہ اعلیٰ ترین درجے کے لیے مجرم نہیں ٹھہرا سکتی۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ مجرم کو خود دفعہ 201 کے تحت جرم کی سزا سنانے کے مقصد سے مرکزی جرم کا مجرم پایا گیا ہو۔ نہ ہی یہ بالکل ضروری ہے کہ کسی اور کو مرکزی جرم کا مجرم پایا گیا ہو۔ بہر حال، یہ ضروری ہے کہ استغاثہ کو دو احاطے قائم کرنے چاہئیں۔ پہلا یہ ہے کہ ایک جرم کیا گیا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ ملزم کو اس کے بارے میں معلوم تھا یا اس کے پاس اس جرم کے ارتکاب پر یقین کرنے کی وجوہات تھیں۔ تب اور پھر ہی استغاثہ کامیاب ہو سکتا ہے، بشرطیکہ جرم کے بقیہ مفروضے بھی قائم ہو جائیں۔

اس عدالت کے تین ججوں کے بینچ نے 1952 میں پلویندر کور بنام ریاست پنجاب، اے آئی آر (1952) ایس سی 354 میں مذکورہ موقف کو اچھی طرح بیان کیا ہے :

" تعزیرات ہند کی دفعہ 201 کے تحت الزام ثابت کرنے کے لیے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ کوئی جرم کیا گیا ہے، محض یہ شبہ کہ اس کا ارتکاب کیا گیا ہے کافی نہیں ہے — کہ ملزم کو معلوم تھا یا اس پر یقین کرنے کی وجہ تھی کہ اس طرح کا جرم کیا گیا تھا اور مطلوبہ علم کے ساتھ اور مجرم کو قانونی سزا سے چھان بین کرنے کے ارادے سے اس کے ثبوت غائب ہو جاتے ہیں یا اس طرح کے جرائم کے حوالے سے غلط معلومات دیتے ہیں جو جانتے ہو یا اس پر یقین کرنے کی وجہ ہو کہ یہ غلط ہے۔"

یہ یاد دلانا بہتر ہے کہ بینچ نے احتیاط کا ایک نوٹ دیا کہ عدالت کو اپنے نتیجے کو شکوک وشبہات پر مبنی کرنے کے خطرے سے خود کو بچانا چاہیے چاہے وہ کتنے ہی مضبوط ہوں۔ کلاوتی اور ایک اور بنام ریاست ہماچل پردیش، [1953] ایس سی آر 546 میں اس عدالت کے ایک آئینی بینچ نے، بلاشبہ، ایک ملزم کو آئی پی سی کی دفعہ 201 کے تحت مجرم قرار دیا ہے حالانکہ اسے دفعہ 302 کے تحت جرم سے بری کر دیا گیا تھا۔ لیکن مذکورہ کورس کو اس عدالت نے اس نتیجے میں داخل ہونے کے بعد اپنایا کہ ایک اور ملزم نے قتلِ عمد کا ارتکاب کیا تھا اور اپیل کنندہ نے اس کے مکمل علم کے ساتھ اس کے شواہد کو تباہ کر دیا۔ ناتھو اور دیگر بنام ریاست اتر پردیش، [1979] 3 ایس سی سی 574 کے بعد کے فیصلے میں اس عدالت نے مندرجہ ذیل الفاظ میں احتیاط کو دہرایا ہے :

" دفعہ 201 کے تحت سزا ریکارڈ کیے جانے سے پہلے، عدالت کے اطمینان کے لیے یہ ظاہر کیا جانا چاہیے کہ ملزم کو معلوم تھا یا اس پر یقین کرنے کی وجہ تھی کہ کوئی جرم کیا گیا تھا اور یہ علم حاصل کرنے کے بعد، لاش کو ٹھکانے لگا کر مجرم کی جانچ کرنے کی کوشش کی۔"

اس تناظر میں اس عدالت کے حالیہ فیصلے کا حوالہ مناسب ہوگا۔ ہنومان اور دیگران بنام ریاست راجستھان، [1994] ضمیمہ 2 ایس سی سی 39 میں بینچ کے درج ذیل مشاہدات متعلقہ ہیں :

"محض یہ حقیقت کہ متوفی کی مبینہ طور پر غیر فطری موت ہوئی آئی پی سی کی دفعہ 201 کے تحت فرد جرم گھر لانے کے لیے کافی نہیں ہوگی، جب تک کہ استغاثہ مزید یہ ثابت کرنے میں کامیاب نہ ہو جائے کہ ملزم افراد کو معلوم تھا یا ان کے پاس یہ یقین کرنے کی وجہ تھی کہ کوئی جرم کیا گیا تھا، جس کی وجہ سے جرم کے ارتکاب کے ثبوت غائب ہو گئے۔"

موجودہ معاملے میں، استغاثہ صرف اتنا ثابت کر سکا ذریعے کہ آشا کماری کی لاش اس کے ازدواجی گھر کے احاطے میں واقع کنویں سے برآمد ہوئی تھی اور اس کی آخری رسومات کو جائے وقوعہ سے جسمانی طور پر دور رکھنے کے بعد جلد بازی میں انجام دیا گیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس طرح کی مجرمانہ جلدی شکوک وشبہات کے دھوئیں کو جنم دیتی ہے جیسے اس طرح کی جلد بازی کرنے والوں کے خلاف ایک مجرمانہ صورتحال سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ صورتحال الگ تھلگ اور کسی بھی دوسرے حالات سے مطابقت نہیں رکھتی ہے۔

استغاثہ نے یہ ظاہر کرنے کی بھی کوشش نہیں کی، بہت کم ثابت کیا، کہ آشا کماری کی موت کے سلسلے میں کسی نے کوئی جرم کیا ہے، جو آئی پی سی کی دفعہ 201 کے تحت جرم کو قائم کرنے کی بنیاد ہونی چاہیے تھی۔ یہ اب ایک بے بنیاد سزا کے طور پر کھڑا ہے اور اس لیے ہمیں مداخلت کرنی پڑتی ہے۔ لہذا ہم اس اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور اپیل گزاروں کو دی گئی سزا اور سزا کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔ انہیں بری کر دیا جاتا ہے۔ ہم اپیل گزاروں کو ہدایت دیتے ہیں کہ انہیں فوری طور پر آزاد کر دیا جائے جب تک کہ کسی اور معاملے میں ان کی ضرورت نہ ہو۔

آر۔ سی۔ کے

اپیلوں کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:55
I am the author of this document